حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کا

نظریہ توحید

خطاب

ابوالبیان

پیر محمد سعید احمد مجددی

نقشبندی چشتی شاذلی اویسی

ترتیب و تدوین

حافظ تنویر حسین مجددی

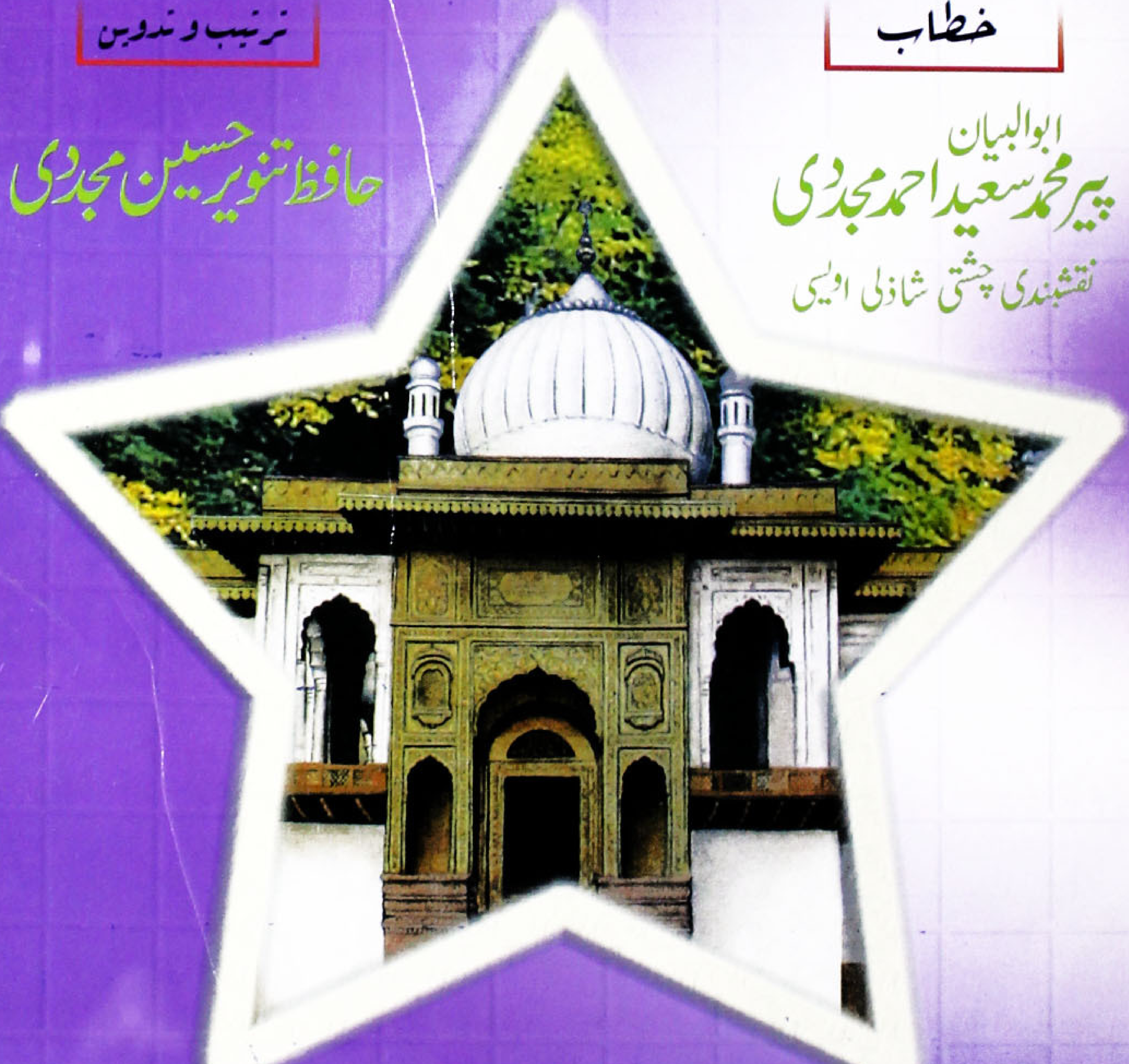

ادارہ مظہر اسلام، لاہور

اسلامی جمہوریہ پاکستان

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

کا

نظریۂ توحید

خطاب

ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ العزیز

ترتیب وتدوین

حافظ تنویر حسین مجددی

ادارہ مظہر اسلام، لاہور

اسلامی جمہوریہ پاکستان

Marfat.com

نحمدهٗ ونصلّی علی رسوله الکریم

اما بعد!

فاعوذباللہ من الشیطان الرجیم ....بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ (یونس ۶۲)

صدق اللہ العظیم

اللہ رب العزت کا یہ حسن انتظام ہے کہ گاہے بگاہے اپنے بندوں کی ہدایت کا انتظام کرتا رہتا ہے۔ اسی مقصد کے لیے انبیاء و مرسلین کا ایک طویل سلسلہ مبعوث فرمایا اور سب سے آخر میں امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر قرآن میں یوں اعلان کر دیا:

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔

(الاحزاب:۴۰)

یہ میرا محبوب محمد میرا رسول ہے اور خاتم النبیین ہے۔ چونکہ اب سلسلہ نبوت ختم ہو گیا ہے، اس لئے اب ہدایت کی ڈیوٹی اس آخری اُمت کے سپرد کر دی گئی ہے۔ نبوت کے بعد اب ولایت اپنا کام کرے گی، ہوگی ولایت مگر کام نبوت والا کرے گی۔

اس کائنات میں خدا نے منصب ولایت پر بے شمار لوگوں کو فائز کیا مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ تمام اولیاء کا مرتبۂ ولایت ایک جیسا نہیں۔ اکثر ولی وہ ہیں جو یہاں آ کے ولی بنتے ہیں، یہاں آ کر کسی ولی کامل کے دامن سے وابستہ ہو کر پروان چڑھتے ہیں، مگر خدا کی اس دھرتی پر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کو خدا اپنے حریم قدرت میں بنا سنوار کے اور دست قدرت سے خوب نکھار کے اور عظیم مشن دے کر اس کائنات میں مبعوث کرتا ہے۔ یہ اولیاء اوصاف نبوت سے متصف ہو کر نبوت والے کام سرانجام دیتے ہیں۔ ان اولیاء ربانیین میں ایک عظیم بزرگ میرے آقا امام ربانی قیوم زمانی، شہباز لامکانی، سر یزدانی، آیۃ من آیات ربانی حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ السبحانی کی ذات ستودہ صفات ہے جن کی تعلیمات کو آج موضوع سخن

Marfat.com

بنایا گیا ہے۔ آپ کو خالق کائنات نے ایک عظیم مشن دے کر اس کائنات میں مبعوث فرمایا تھا۔ اسی لئے آپ کے متعلق امام الانبیاء سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں پیش گوئی فرمائی

یکون رجل فی امتی یقال لہ صلۃ یدخل الجنۃ بشفاعتہ کذا و کذا۔

یہ حدیث حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''جمع الجوامع'' میں نقل فرمائی ہے۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس اُمت کے وہ برگزیدہ ولی ہیں جنہوں نے اپنی زندگی میں جاگتے ہوئے دن کے وقت سر کی آنکھوں سے 72 مرتبہ جمال مصطفی ﷺ دیکھا۔

وہ امام سیوطی نقل فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری اُمت میں ایک شخص ایسا ہوگا جس کو **صلہ** کہا جائے گا، اور اس کی شفاعت سے میری اُمت کے لاتعداد انسان بخشے جائیں گے اور جنت کے وارث بنیں گے۔''

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات تک جتنے محدث آئے، امام آئے، عالم آئے وہ اس حدیث کو اپنی کتابوں میں نقل کرتے رہے اور صرف الفاظ کا ترجمہ بیان کر کے چپ ہو جاتے اور کوئی اس کا مصداق بیان نہ کر سکا۔ بس کہتے رہے — ''کوئی ہوگا خدا کا مقرب بندہ! جس کی یہ خوشخبری زبان رسالت نے دی ہے'' — مگر،

اس راز سے پردہ اُس دن اٹھا جب ہندوستان کے اندر — سرہند کے شہر میں — مسجد مردان خدا میں — جمعہ کے خطبے کے وقت — ہزاروں اولیاء، علماء، صلحاء اور کاملین کی موجودگی میں — حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے:

الحمدللہ الذی جعلنی صلۃ بین البحرین و مصلحا بین الفئتین۔

''اس خدا کی حمد ہے جس نے مجھے دو دریاؤں کو ملانے والا (صلہ) بنایا اور دو گروہوں میں صلح کرانے والا بنایا۔''

اس وقت محدثین اور علماء کو پتہ چلا کہ حدیث نبوی میں جس شخص کو صلہ کہا گیا ہے وہ حضرت امام ربانی کی ذات ستودہ صفات ہے۔

Marfat.com

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس اُمت میں وہ جلیل القدر ولی کامل اور مجدد برحق ہیں کہ بڑے بڑے کامل اولیاء کرام جن کے آنے کی بشارتیں سناتے رہے۔آپ کے فضائل ،شمائل ،کمالات ،ظاہرات ،باہرات اور خصوصیات بے پناہ ہیں مگر میں آپ کی تعلیمات کی روشنی میں جو مسئلہ پیش کر رہا ہوں وہ ہے:

حضرت مجدد الف ثانی کا نظریۂ توحید

صوفیاء کرام کے نزدیک توحید کے متعلق دو نظریات ہیں:

❶... نظریہ وحدت الوجود ❷ نظریہ وحدت الشہود

نظریہ وحدت الوجود کے بانی حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور نظریہ وحدت الشہود کی اشاعت کرنے والے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

نظریہ وحدت الوجود بھی برحق ہے اور نظریہ وحدت الشہود بھی حق ہے،کسی نظریئے کو غلط نہیں کہا جا سکتا— کیونکہ ان کا تعلق قال کے ساتھ نہیں حال کے ساتھ ہے۔

نظریہ وحدت الوجود:

یہ قدیم صوفیاء کرام کا نظریہ ہے۔اس نظریئے کی تعبیر وتشریح میں بہت سارے لوگوں نے غلطیاں کی ہیں—اس نظریئے کے سمجھنے میں لوگوں کو ٹھوکریں لگی ہیں—بڑے بڑے علماء اور صوفی کہلانے والے لوگ غلطیاں کر گئے اور وحدت الوجود کی صحیح تعبیر وتشریح نہ کر سکے،جس کی بناء پر عوام گمراہی کا شکار ہو گئے۔

ہندوستان کے اکبر بادشاہ کے دور میں اس مقدس نظریہ کو غلط رنگ دے کر توحید کے حقیقی خدوخال کو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل کر دیا گیا اور ایک خود ساختہ مشرکانہ نظریہ کا نام وحدت الوجود رکھ لیا گیا جو دین اسلام کے ساتھ سراسر ظلم تھا۔

جس نظریہ کو وحدت الوجود کے نام سے عام کیا گیا وہ یہ تھا کہ رام اور رحیم ،خالق اور مخلوق ،خدا اور بندہ ایک ہی شے ہیں (معاذ اللہ!) اس وقت کے جاہل فقیروں نے یہ اعلان کیا تھا کہ اللہ کو سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ہمیں سجدہ کرو کیونکہ اللہ ہمارے اندر ہے۔(معاذ اللہ!)

Marfat.com

اس باطل نظریے کے ساتھ ہندوؤں کا غیر اسلامی نظریہ بھی شامل تھا اور یہ توحید نہ تھی بلکہ سراسر شرک تھا۔ کیونکہ اس میں مخلوق کے ساتھ اس طرح ملا کر پیش کیا جاتا تھا کہ اللہ اور مخلوق میں اتحاد اور اتصال ہے — مخلوق کے اندر اللہ ہے — ہر شے کی صورت میں اللہ ہے — ہر اللہ مخلوق کے اندر اس طرح سمایا ہے جس طرح پھول میں خوشبو ہے — پانی میں نمی ہے — آگ میں حرارت ہے — اور برف میں برودت ہے۔

نظریہ وحدت الوجود کی اصل تعبیر:

وحدت الوجود کا صحیح نظریہ اور اس کی درست تعبیر یہ ہے کہ خدا ایک ہے، وجود واحد ہے اور وہ ذات واجب الوجود ہی ہے، باقی کچھ بھی نہیں اور ہمیں جو کچھ نظر آ رہا ہے یہ اس کا ظہور ہے۔ یہ نظریہ تصوف و طریقت کے باریک اور دقیق ترین مسائل میں سے ہے۔ مگر اس نظریے تک کوئی شخص اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ توحید میں فنا حاصل نہ کرے۔

جن صوفیاء کو فنا کا مرتبہ ملا تھا وہ تو وحدت الوجود کی بات کرتے تھے مگر بدقسمتی سے جو لوگ فنا کے مقام تک نہیں پہنچے تھے وہ بھی فنا کی باتیں کرنے لگے۔ اس کا نقصان یہ ہوا کہ جو لوگ اس مرتبے کو سمجھ نہیں سکتے تھے انہوں نے بھی وحدت الوجودی ہونے کا اعلان کر دیا اور صوفیاء کا اصل نظریہ توحید نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اللہ کی طرف سے ہندوستان میں مبعوث ہوئے تھے اور آپ کے ذمے یہی مشن تھا کہ آپ ہندوستان کے مسلمانوں کو اللہ کی توحید سمجھائیں۔ آپ مسلمانوں کو نجات و ہدایت کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل وارث بن کر ہندوستان میں آئے۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے پیر و مرشد حضرت خواجہ املنگی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

> اے باقی باللہ! مجھے اللہ کی طرف سے یہ الہام ہوا ہے کہ تم ہندوستان میں جاؤ۔ وہاں تمہارے حلقۂ ارادت کے اندر ایک ایسا وجود مسعود آئے گا جس کی وجہ سے چہار دانگ عالم میں توحید کا سورج چمکے گا اور نور وحدت

Marfat.com

سے ساری کائنات درخشاں وتاباں ہوگی۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیرومرشد کا حکم پاکر ہندوستان میں دہلی آکر قیام کیا۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے جب سنا کہ دہلی کے اندر اک کامل ولی اللہ تشریف لائے ہیں تو آپ اُن کی زیارت کے لیے گئے۔ جب حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دور سے آتا ہوا دیکھا تو پہچان لیا——اُٹھ کر کھڑے ہوگئے اور فرمایا:

آمد آں یارے کہ ما می خواستیم

''او ہو! وہ دیکھو! میرا یار آرہا ہے اور میں اُسی کی تلاش میں یہاں آیا تھا۔''

مرید اور مراد میں فرق:

اکثر لوگ اپنے پیر کے مرید ہوتے ہیں اور کچھ خاص لوگ اپنے پیر کی مراد ہوتے ہیں۔ مرید بگڑ جائے تو پیر کا بگڑتا کچھ نہیں [redacted]۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیرومرشد کے نہ صرف مرید تھے بلکہ مراد بھی تھے۔ آپ کے شیخ نے تلاش بسیار کے بعد مجدد الف ثانی کو حاصل کیا تھا۔ اس مراد کی عظمت کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی یوں فرمایا کرتے تھے:

شیخ احمد آں آفتابیست کہ مثل ما ہزاراں ستارہ درآں گم شد

''شیخ احمد سرہندی وہ آفتاب ہے جس کی روشنی میں ہمارے جیسے ہزاروں ستارے گم ہیں۔''

- تمام صحابہ کرام میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرید تھے اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میرے آقا کی مراد تھے کیونکہ آپ کو رب سے مانگ کر لیا تھا۔
- حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی مراد تھے۔

اک راز یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ——اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ

Marfat.com

علیہ یہ تینوں بزرگ فاروقی النسب ہیں اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔
ثابت ہوا کہ مراد ہونے کی یہ نسبت فاروق اعظم سے چلی اور 28 واسطے سے ہر سے
مجدد الف ثانی تک پہنچی ہے۔

نظریہ وحدت الشہود کا مفہوم:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا بہت بڑا تجدیدی کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے مسئلہ توحید شہودی کو ہندوستان میں اجاگر کر کے لوگوں کو بتایا کہ اصل توحید یہ ہے اور توحید حقیقی کسے کہتے ہیں۔ آپ نے نظریہ وحدت الشہود پیش کرتے ہوئے کہا کہ:

نظریہ وحدت الشہود یہ ہے کہ رام اور رحیم میں — بندے اور خدا میں — خالق اور مخلوق میں — اتحاد نہیں — عینیت نہیں — اللہ بندوں کے ساتھ نہ متحد ہے — نہ متصل ہے — نہ بندوں کے اندر دخول کرتا ہے — نہ حلول کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ اللہ ہے اور بندہ بندہ ہے — بندہ اللہ نہیں اور اللہ بندہ نہیں — اتحاد، حلول، اور دخول کی یہ سب باتیں شرک ہیں۔"

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ حضرت مجدد الف ثانی نے جو نظریہ توحید پیش کیا، اس نظریہ وحدت الشہود کا دوسرا نام قرآن کی اصطلاح میں نظریہ عبدیت ہے اور عبدیت کا معنی ہے بندہ ہونا۔

سنو سنو! جن صوفیائے کرام نے نظریہ وحدت الوجود پیش کیا تھا وہ فنا کی منزل میں تھے۔ فنا کی منزل میں پہنچ کر انہوں نے جدھر دیکھا — اُدھر خدا نظر آیا۔ حضرت منصور اسی مرتبہ فنا میں تھے۔ ان کی زبان سے یہ لفظ نکلے: " انا الحق میں حق ہوں، میں حق ہوں "

بظاہر یہ دعویٰ کرنا کفر اور شرک ہے لیکن مقام فنا میں بندے کا اپنا آپ مدنظر نہیں رہتا، اپنی ذات پیش نظر نہیں رہتی بلکہ اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔ اس مرتبہ فنا میں فقیر اور صوفی جب پہنچتا ہے تو اس کا آوازہ یہی ہوتا ہے:

Marfat.com

تجلی تری ذات کا سُو بہ سُو ہے

جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تُو ہے

چمک تیری عیاں بجلی میں آتش میں شرارے میں

جھلک تیری ہویدا چاند میں سورج میں تارے میں

مقام فنا پر پہنچ کر ہر شے میں صوفی کو اللہ ہی نظر آتا ہے اور کہتا ہے:

''یہ بھی اللہ، وہ بھی اللہ، ادھر بھی اللہ، اُدھر بھی اللہ، یہاں بھی اللہ، وہاں بھی اللہ، بس اللہ ہی اللہ، اللہ ہی اللہ!''

یاد رکھو! اس بات کو سمجھنا خشک ملاؤں کے بس کی بات نہیں — کہ اس لئے کہ یہ مولوی اس مقام کو نہ سمجھ سکتے ہیں، نہ سمجھا سکتے ہیں، نہ بتا سکتے ہیں کیونکہ یہ تو وراثت ہے علماء اہل سنت کی۔ داتا ہجویری عالم تھے — خواجہ اجمیری عالم تھے — بہاء الدین زکریا ملتانی عالم تھے — محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی عالم تھے — اور امام ربانی مجدد الف ثانی عالم تھے۔ یہ ہیں ہمارے علماء جنہوں نے دُنیا کے گوشے گوشے میں توحید کے جام پلائے، وحدت کے نور چمکائے اور دُنیا کو خدا سے ملا دیا۔

تلک آبائی فجئنی بمثلهم

جو لوگ توحید کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں، رب ذوالجلال کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں کہ انہیں توحید کو چھو کی ہوا بھی نہیں لگی۔ وہ کیا جانیں کہ توحید کیا ہے؟

توحید کی بات پوچھنی ہے تو:

پچھ اُونہاں نوں جنہاں پیتی اے
فیر اُونہاں نال کیہ بیتی اے
جنہاں ادھ وچکاروں توڑ دتی
جنی نیتی جنی نہ نیتی اے
جنہاں اک گھٹ بھر کے پیتا وحدت دے مدلالوں
فیر علم کلام یاد نہ رہیا گزرے قال مقالوں

Marfat.com

توحید کی بات پوچھنی ہو تو!

عارفوں سے پوچھو — کاملوں سے پوچھو — اللہ والوں سے پوچھو — صوفیوں سے پوچھو — ہمارے پیروں سے پوچھو — روشن ضمیروں سے پوچھو — بہاؤالدین زکریا ملتانی سے پوچھو — شیر ربانی سے پوچھو — محبوب سبحانی سے پوچھو — یا مجدد الف ثانی سے پوچھو۔

حضرت امام ربانی کا نظریہ توحید:

حضرت امام ربانی نے جو توحید شہودی پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ بندہ بندہ ہے اور اللہ اللہ ہے۔ اللہ بندے میں نہ دخول کرتا ہے، نہ حلول کرتا ہے، نہ سماتا ہے کیونکہ اللہ بے حد ہے اور بندے کی ایک حد ہے۔ وہ بے حد خدا کسی بندے میں سما نہیں سکتا اور جو سما جائے وہ خدا نہیں ہوتا۔ آپ فرماتے ہیں:

''اللہ وحدہٗ ہے — لاشریک ہے — ازلی ہے — ابدی ہے — اس کا کوئی شریک نہیں — اس کا کوئی ثانی نہیں — اس کا کوئی قسیم نہیں — اس کا کوئی عدیل نہیں — اس کا کوئی مثیل نہیں — اس کا کوئی کفیل نہیں — اس کا کوئی وکیل نہیں — اس کا کوئی دخیل نہیں۔''

وہ ایسا خدا ہے جو:

''عقل میں آتا نہیں — دماغ میں سماتا نہیں — ادراک میں آتا نہیں — نہ وہ تولا جاتا ہے — نہ وہ ناپا جاتا ہے — نہ وہ کسی حد میں ہے — نہ وہ کسی سمت میں ہے — نہ وہ کسی جہت میں ہے — نہ وہ کسی طرف میں ہے۔''

سنو سنو — وہ بے ضرور مگر:

''جسم سے پاک ہے — جسمانیت سے پاک ہے — حد سے پاک ہے — ضد سے پاک ہے — ند سے پاک ہے — بیوی بچوں سے پاک ہے — ہم پلے سے پاک ہے — ہم کفو سے پاک ہے — زمان سے پاک ہے — مکان سے پاک ہے — بلکہ لامکان سے بھی پاک ہے — وہ ہر شے

Marfat.com

ہے وراء الوراء ہے، وراء الوراء ہے۔''

توحید وجودی ایک کیفیت ہے جس کا نام کیفیت فنا ہے۔ انا الحق کا نعرہ لگانے والے مرتبہ فناء میں تھے، یہ اُن کا قال نہیں بلکہ حال تھا۔ صاحب حال پر اگر یہ کیفیت طاری ہو تو یہ شرک نہیں کیونکہ یہ کیفیت سُکر ہے اور اگر کوئی ہوش حواس والا ایسا کہے گا تو کافر و مشرک ہو جائے گا کیونکہ اس کا حال نہیں صرف قال ہی قال ہے اور یہ سُکر نہیں صحو ہے۔

ولایت کی انتہاء صرف مرتبہ فنا نہیں۔ جن صوفیاء نے یہ کہا ہے کہ خالق و مخلوق میں عینیت ہے وہ مرتبہ فنا میں تو پہنچے مگر وہیں پھنسے رہے۔ حضرت منصور اسی مقام فنا میں پھنسے ہوئے تھے اور ساری زندگی انا الحق، انا الحق کہتے رہے۔ جب حضور منصور کا یہ واقعہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

''کاش! منصور میرے زمانے میں ہوتا تو میں اس کو عالم سُکر سے نکال کر عالم صحو میں لے آتا اور فنا کے مرتبے سے نکال کر بقا کے رتبے پر فائز کر دیتا۔''

ثابت ہوا کہ نظریہ وحدت الوجود حق ہے لیکن یہ کامل مرتبہ نہیں۔ حضرت امام ربانی نے صوفیاء وجودیہ سے فرمایا: ''اے فقیر! وحدۃ الوجود توحید خداوندی کا ایک تنگ کوچہ ہے۔ اس کوچے سے نکل کر شارع عام پر چلو، جرنیلی سڑک پر چلو جس کو نظریہ وحدۃ الشہود کہتے ہیں۔ اسی نظریئے کا قرآنی نام نظریہ عبدیت ہے۔

عبدیت کیا ہے؟

عبدیت ایک بلند ترین منصب ہے۔ خدا کی خدائی میں خدا کے بعد اگر کوئی مرتبہ ہے تو وہ مقام عبدیت ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں پہنچ کر انسان کو اپنی حقیقت تک رسائی ہوتی ہے اور بندہ پکار اُٹھتا ہے **سبحانہٗ ما اعظم شانہٗ**۔

یہی وہ مرتبہ ہے جہاں پہنچ کر بندے کو عرفان ذات نصیب ہوتا ہے اور بندہ جان لیتا ہے کہ اللہ اللہ ہے — اور بندہ بندہ ہے اور یہ مرتبہ، عارف کے نزدیک ساری کائنات سے بڑھ کر قیمتی متاع حیات ہے۔

Marfat.com

متاعِ بے بہا ہے درد و سوز و آرزومندی
شانِ بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی

یوں تو مقامِ عبدیت پر سارے نبی ولی حسب درجہ فائز ہیں مگر میرے آقا مولیٰ امام الانبیا محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مقامِ عبدیت ساری کائنات سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

حضور ﷺ کا مقامِ عبدیت:

حضور سرورِ کائنات رحمتِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج کی رات بارگاہِ الوہیت میں پہنچے تو شرف باریابی بے حجاب نصیب ہوا اور وصل عریانی سے مشرف ہوئے جو مقامِ قرب کی آخری منزل ہے۔ ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے کہ یوں تو سارے نبی اللہ کے مقرب ہیں مگر اس مقامِ محبوبیت تک نہ کوئی پہنچا ہے نہ پہنچے گا۔ وہاں نہ کسی نوری کی گنجائش ہے نہ کسی بشر کی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب کہہ گئے:

خدا جانے کہاں سے جلوۂ جاناں کہاں تک ہے
وہیں تک دیکھ سکتی ہے نظر جس کی جہاں تک ہے

عقائد کی مشہور کتاب "شرح العقائد" کی شرح "النبراس" میں ہے کہ:

حضرت شیخ ابوالحسن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے جلیل القدر صوفی عارف اور کامل ولی اللہ گزرے ہیں۔ آپ کو ایک دن خیال آیا کہ معراج کی رات محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جس مقامِ قرب سے باریاب ہوئے میں ذرا دیکھوں تو سہی کہ وہ مقام کونسا ہے۔ یہ سوچ کے آپ نے باطنی پرواز شروع کی اور پرواز کرتے کرتے عرش سے بھی آگے چلے گئے، حتیٰ کہ سات لاکھ عرش عبور کر گئے۔ جب اور آگے بڑھنے لگے تو غیب سے ندا آئی:

اے ابوالحسن رفاعی! کدھر جا رہے ہو؟ تو عرض کی:

"معراج کی رات جس مقام پر تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تھے، میں وہ مقام دیکھنے جا رہا ہوں"...... تو آواز آئی:

اِرْجِعْ فَاِنَّ لَکَ لَاوُصُوْلَ اِلَی الْعَرْشِ الَّذِیْ عُرِجَ بِہٖ مُحَمَّدٌ۔

Marfat.com

''اے ابوالحسن رفاعی واپس چلا جا! معراج کی رات جہاں میرا محبوب پہنچا تھا اگر تو قیامت تک بھی پرواز کرتا رہے — تو مقام مصطفےٰ کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔'' سبحان اللہ!

تفسیر مظہری کے حوالے سے بات کہہ رہا ہوں کہ معراج کی رات حضور اس رفعت کمال تک پہنچے تو حریم خلوت میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کو مخاطب کیا:

''اے میرے محبوب! بما اشرفک آج میں تمہیں کس شرف سے نوازوں؟— میں تمہیں کونسی فضیلت عطا کروں؟— کونسا مرتبہ تجھے دوں؟— کس منزل پر تمہیں سرفراز کر دوں؟— محبوب کیا چاہتے ہو؟— جو چاہو گے تمہیں وہی دوں گا۔''

اتنی بلندی پر جا کر حضور سے رب پوچھ رہا ہے محبوب تمہارے پاس سب کچھ ہے— سارے مرتبے اور ساری عظمتیں تیرے قدموں کے نیچے ہیں۔ بتاؤ اب تمہیں کس شرف سے نوازوں؟

تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی: ''یا اللہ تو دینے والا— میں لینے والا، تیرے کرم سے سب کچھ مل گیا ہے اور کیا مانگوں۔ پھر بھی آج معراج کی رات اگر تو مجھ سے فرما رہا ہے کہ کچھ اور مانگ— تو میری اتنی التجا ہے شرفنی بالعبودیة کہ اک بار مجھے اپنا بندہ کہہ کر پکار تو سہی۔

خداوندا! ساری زندگی میں تجھے کہتا رہا اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ جلوت میں، خلوت میں، صبح بھی، شام بھی، دن کو بھی، رات کو بھی، مجھے تو کہنا ہی پڑتا ہے اللہ اللہ اللہ یہ مزہ تو ہے مگر کمال نہیں۔

کمال یہ ہے کہ آج کے بعد تو بھی کہا کر— تو میرا بندہ— تو میرا بندہ— تو میرا بندہ — (سبحان اللہ!)

محبوب کا یہ تقاضا یوں پورا ہوا کہ رب نے قرآن میں وعدہ کر لیا اور کہا:

محبوب! جا کر اپنی اُمت کو میرا پیغام سنا دے کہ فاذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد کرو گے تو میں تمہیں یاد کروں گا۔ تم مجھے اک بار کہو گے:— یا اللہ!— میں ستر بار کہوں گا:

Marfat.com

لبیک یاعبدی یاعبدی یاعبدی۔

- تم میری طرف ایک بالشت آؤ گے تو میں تمہاری طرف ایک گز آؤں گا۔
- تم میری طرف چل کے آؤ گے تو میں تمہاری طرف دوڑ کے آؤں گا۔

اسی تقاضائے عبدیت کی خاطر خدا نے — واقعہ معراج کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

سُبحان الّذیٔ اسریٰ بعبده (الاسراء:۱)

عبد کہنے کی دوسری حکمت:

حضرات محترم! اللہ اگر چاہتا تو یہ بھی کہہ سکتا تھا — سُبحان الّذیٔ اسریٰ برسُولہ — سُبحان الّذیٔ اسریٰ بنبیہ — سُبحان الّذیٔ اسریٰ بحبیبہ۔

یہ سارے مرتبے درست تھے آخر خدا نے مرتبہ عبدیت کے ساتھ ہی کیوں ذکر کیا ہے؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کے اندر جب بھی کسی کو کوئی اعلیٰ مرتبہ ملا — تو ماننے والوں نے مبالغہ آرائی سے کام لیا مثلاً عیسیٰ علیہ السلام کو رب نے چوتھے آسمان پر بلایا تو ماننے والوں نے خدا کہہ دیا۔ یہ لوگوں کی فطرت کی کمزوری ہوتی ہے کہ ماننے والے کبھی غلو سے کام لیتے ہوئے حد سے بڑھ جاتے ہیں۔

اللہ رب العزت نے یہ چاہا کہ میں نے اپنے محبوب کو اس بلندی پر بلایا ہے جہاں پر نہ کوئی پہنچا ہے نہ پہنچے گا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ میرے محبوب کی رفعتیں اور بلندیاں دیکھ کر اس کو بھی خدا کہہ دیں یا خدا کا بیٹا کہہ دیں۔ خدا نے کہا محبوب تو اپنی زبان سے یہ اعلان کر دے:

انما انا بشر مثلکم۔ (الکہف:۱۱۰)

پھر حضور نے حکم خداوندی کے مطابق کائنات میں اعلان کر دیا لوگو! سن لو! میں حریم خلوت کے مقام او ادنیٰ میں پہنچ کر بھی بندہ ہی رہا اور میرے بندہ ہونے کی گواہی خدا کا قرآن دے رہا ہے، سُبحان الّذیٔ اسریٰ بعبده۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی نظریہ عبدیت (وحدۃ الشہود)

Marfat.com

کو کائنات میں عام کیا اور لوگوں کو سمجھایا کہ:

- ——رام اور ہے——رحیم اور ہے
- ——بندہ اور ہے——خدا اور ہے
- ——بندہ بندہ ہے——اللہ اللہ ہے
- ——نبی نبی ہے——اللہ اللہ ہے
- ——ولی ولی ہے——اللہ اللہ ہے

عقیدۂ اہل سنّت:

ہمارا اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے ہم کسی نبی ولی کو خدا کا شریک نہیں بلکہ قریب مانتے ہیں۔ ہم قرب کے قائل ہیں اور یہ قرب جسمانی اور مکانی نہیں بلکہ یہ قرب——روحانی ہے۔ بندے اور خدا کا قرب حد، سمت، طرف اور جہت سے پاک ہے۔ خدا کے قریب ہونے کا معنی یہ نہیں ادھر سے بندہ اُوپر جاتا ہے اور اُوپر سے خدا آتا ہے——دونوں اکٹھے ہو جاتے ہیں تو معاذ اللہ قرب بن جاتا ہے۔ ہرگز ایسا تصور نہ کرنا۔

خدا کے قُرب کامفهوم:

جب بندہ اللہ کے قریب ہوتا ہے تو اللہ کے انوار بندے پر اس قدر غالب آتے ہیں کہ بندہ فنا ہو جاتا ہے اور فنا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اُس کی بشری عادات ملکی (نوری) صفات میں بدل جاتی ہیں اور وہ بندہ اللہ کی تاثیرات کی وجہ سے روحانی بندہ بن جاتا ہے۔ اسکی عادات، خصائل، اور طبیعت پاکیزہ ہو جاتی ہیں——پھر وہ بندہ اللہ کا مقرب کہلاتا ہے اور ایسا بندہ، بشر ہو کے بھی نوری بندہ کہلاتا ہے۔ یہ ہے قرب کا تصور۔ اسی کیفیت قرب کو بیان کرتے ہوئے امام السالکین حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بندے کو جب فناء کا یہ مرتبہ حاصل ہو جائے تو اس وقت:

- ——بندہ رب تو نہیں بنتا——مگر——ربانی ضرور بن جاتا ہے
- ——بندہ حق تو نہیں بنتا——مگر——حقانی ضرور بن جاتا ہے

Marfat.com

● ــــــ بندہ سبحان تو نہیں بنتا ــــــ مگر ــــــ سبحانی ضرور بن جاتا ہے
وہ رہتا ہے تو بندہ ہی ہے مگر خدا کے اذن سے کام سارے خدا والے کرتا ہے۔

قرب کی تاثیر (ایک روشن مثال)

لوہے کو آگ میں رکھا گیا تو لوہا اپنی شکل وصورت بدلنے لگا۔ پہلے ٹھنڈا تھا پھر گرم ہونے لگا ــــــ پہلے کالا تھا پھر سرخ ہونے لگا ــــــ پہلے سخت تھا پھر نرم ہونے لگا۔ پھر رفتہ رفتہ اس میں تبدیلی یوں آئی کہ

لوہے کا رنگ بدلا، ڈھنگ بدلا، شکل بدلی، صورت بدلی، انداز بدلا، کردار بدلا، خدوخال بدلے، طور اطوار بدلے۔ میں نے کسی سمجھدار آدمی سے پوچھا: ''یہ کیا ہو رہا ہے؟''

وہ کہنے لگا: ''لوہے میں قرب کی تاثیر آرہی ہے۔ اس آگ کی وجہ سے لوہے کا رنگ ڈھنگ، صورت، کردار، انداز سب کچھ بدل گیا ہے۔ اب یہ ہے تو لوہا مگر کام آگ والے کرتا ہے۔ آگ بھی جلاتی ہے تو گرم لوہا بھی جلاتا ہے۔

اسی طرح جب بندہ خدا کے قریب ہوتا ہے تو اس بندے کو صفات خداوندی کا فیض ملتا ہے۔ جس صفت کا فیض ملے بندہ اسی صفت کا مظہر بن جاتا ہے۔ جب انوار خداوندی اس کی ذات میں جلوہ گر ہوتے ہیں تب رہتا تو وہ بندہ ہی ہے مگر کام خدا والے کرتا ہے۔

آپ کہیں گے مجددی صاحب! یہی تو شرک ہے کہ ہو بندہ مگر کام خدا والے کرے۔

میں کہتا ہوں: نادانو! یہ شرک نہیں، تمہیں غلطی لگی ہے۔ خدا قرآن میں اپنے پیارے بندوں کے ایسے افعال کے تذکرے بڑی دھوم دھام سے کرتا ہے اگر یہ شرک ہوتا تو خدا قرآن میں یوں نہ کہتا مثلاً:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اعلان کیا ــــــ اُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ (آل عمران ۴۹)
لوگو! میں اللہ کے اذن سے دعویٰ کرتا ہوں کہ میں مردے زندہ کرسکتا ہوں۔

اب مجھے یہ بتاؤ کہ مردے زندہ کرنا یہ کام بندے کا ہے یا اللہ کا ــــــ؟

اللہ کی شان ہے یُحْیِ وَیُمِیْتُ (البقرہ ۲۵۸) جس طرح قرآن میں خدا یہ اعلان

Marfat.com

کرتا ہے کہ زندہ کرنا اور مارنا میرا کام ہے — اسی طرح قرآن میں یہ اعلان کرتا ہے کہ میرے نبی بھی میرے اذن سے مردوں کو زندہ کر لیتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نظریہ توحید واضح کر کے توحید کا مرتبہ بندے پر تب ظاہر ہوتا ہے جب وہ مقام عبدیت پر پہنچتا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر بندہ اعتراف کرتا ہے کہ:

ماعرفناک حق معرفتک

ماعبدناک حق عبادتک

اس مرتبے پر فائز ہو کر صوفی اور عارف پر انکشاف ہوتا ہے کہ جس طرح لوہا آگ میں جا کر بھی آگ نہیں بنا — آگ، آگ رہی اور لوہا، لوہا رہا۔ اسی طرح تاثیرات صفات خدا ملنے کے باوجود

- اللہ اللہ ہے، — نبی ولی اللہ کے بندے ہیں
- اللہ اللہ ہے، — نبی ولی اس کے پیارے ہیں
- اللہ اللہ ہے، — یہ اُس کے قریب ہیں
- اللہ اللہ ہے، — یہ اُس کے حبیب ہیں
- اللہ اللہ ہے، — یہ عبداللہ ہیں
- اللہ اللہ ہے، — یہ صفی اللہ ہیں
- اللہ اللہ ہے، — یہ نجی اللہ ہیں
- اللہ اللہ ہے، — یہ خلیل اللہ ہیں
- اللہ اللہ ہے، — یہ ذبیح اللہ ہیں
- اللہ اللہ ہے، — یہ کلیم اللہ ہیں
- اللہ اللہ ہے، — یہ روح اللہ ہیں
- اللہ اللہ ہے، — یہ حبیب اللہ ہیں

Marfat.com

Marfat.com

مکاتیب مظہری
درود و دعا
تصرفات محمدیہ
میثاق النبیین
پردہ کا شرعی حکم
ناموس مصطفیٰ
شرک و توحید
ادارہ مظہر اسلام

Marfat.com

مکاتیب مظہری
تصرفاتِ محمدیہ
درود و دعا
میثاق النبیین
تحدیث نعمت
شرک و توحید
پردہ کا شرعی حکم
ناموسِ مصطفیٰ
ادارہ مظہر اسلام

Marfat.com